آزادی سے قبل اجمیر میں اردو افسانہ

چھوٹولال
اسسٹنٹ پروفیسر،
گورنمنٹ گرلز کالج، پیپلو،
ٹونک (راجستھان)
mob-9829827798

راجستھان میں صوبہ اجمیر وہ علاقہ ہے جہاں سب سے پہلے اردو افسانہ نگاری کی جانب توجہ دی گئی۔ ترقی پسند تحریک کے وجود میں آنے سے پہلے ہی یہاں اردو افسانے لکھے جا رہے تھے۔ نہ صرف لکھے جا رہے تھے بلکہ انگریزی افسانے اردو کا جامع پہن رہے تھے۔ اردو افسانہ نگاری کا یہ سلسلہ سنہ ۱۹۴۷ء تک بخیر وخوبی چلا۔ یہاں تخلیق کیے گئے افسانوں میں مختلف موضوعات نظر آتے ہیں۔ بیشتر افسانے رومانی طرز کے ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں جب ترقی پسند تحریک کی ابتدا ہوئی تو اس کے اثرات یہاں کے افسانہ نگاروں نے قبول نہیں کیے۔ بلکہ مذکورہ تحریک شروع ہونے سے قبل ہی یہاں مزدور، سماجی مسائل، اشتراکیت جیسے موضوعات جگہ پا چکے تھے۔ اجمیر کے بیشتر افسانہ نگار ترقی پسند تحریک کے مخالف بھی رہے۔ جن میں قیسی رامپوری، بہار کوٹی، عبید اللہ قدسی اور معین زلفی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں اجمیر کے چند افسانہ نگاروں کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

حیدر اجمیری:

حیدر اجمیری جن کا پورا نام سید رفیع الدین حیدر تھا، راجستھان کے اولین افسانہ نگاروں

میں شمار کیے جاتے ہیں۔جنھوں نے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۵ء کے دوران کئی انگریزی افسانوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ڈاکٹر شاہد جمالی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

> ''اجمیر ہی نہیں سارے راجستھان میں بیسویں صدی کی افسانہ نگاری کے سلسلے میں سب سے پہلا نام جے،ایم، رفیع الدین حیدر اجمیری کا ہی آتا ہے۔جنھوں نے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۵ء کے دوران کئی انگریزی افسانوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ان تاریخوں سے قبل اجمیر ہی نہیں بلکہ راجستھان میں کہیں بھی مطبوعہ اردو افسانے نظر نہیں آتے۔اس لحاظ سے بھی حیدر اجمیری کو بیسویں صدی کا راجستھان میں پہلا افسانہ نگار کہا جا سکتا ہے۔رفیع الدین حیدر اجمیری کے حالات زندگی بہت تلاش و جستجو کے باوجود بھی دستیاب نہیں ہو سکے۔نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ ان کا وصال کب ہوا تھا۔راقم الحروف کی نظر سے ان کے چند افسانے گزرے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:
>
> ولیم (۱۹۲۱ء) (آفتاب،جھالا واڑ)،کیفر کردار (۱۹۲۲ء)، (آفتاب،جھالا واڑ)،شمع دان (۱۹۲۲ء)، (ہزار داستان، لاہور)، روزا (۱۹۲۲ء) (ہزار داستان، لاہور)''

(اجمیر میں اردو افسانہ،ڈاکٹر شاہد احمد جمالی۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی، جے پور،۲۰۲۰ء،ص:۳۵)

حیدر اجمیری کے علاوہ دیگر اہم افسانہ نگاروں میں رفیعی اجمیری،قیسی رامپوری،عبید اللہ قدسی،حبیب اللہ فضائی،معین زلفی،وغیرہ ایسے اہم نام ہیں جنھوں نے اجمیر میں آزادی سے قبل اردو افسانے کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ان میں رفیعی اجمیری کا نام خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے۔

رفیعی اجمیری:

ڈاکٹر شاہد احمد نے رفیعی اجمیری کے تعلق سے لکھا ہے:

''رفیعی اجمیری جن کا اصل نام رفیع الدین صدیقی تھا،۱۹۰۹ء میں اجمیر میں پیدا ہوئے۔اور عین عالم شباب میں ۱۹۳۹ء میں انتقال کر گئے۔والد کا نام شیخ سلام الدین تھا۔اجمیر کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔بچپن سے ہی بہت ذہین تھے۔مطالعہ کا شوق بہت تھا۔اردو عربی فارسی انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔جب انھوں نے جولائی ۱۹۲۷ء میں رسالہ ''کیف'' جاری کیا تو ان کے برادران نے اس کی سخت مخالفت کی تھی،جس کی وجہ سے رفیعی نے فضائی اجمیری اور قیسی رامپوری کو اس کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔صرف تیس سال کی زندگی میں انھوں نے ملک گیر پیمانے پر نہ صرف شہرت حال کی بلکہ اپنی تخلیقات کے ذریعہ مشاہیر ادب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔اختر شیرانی،ان کے یار غار تھے۔مجنوں گورکھپوری،نیاز فتح پوری،غلام رسول مہر،ساغر نظامی جیسی مشہور ادبی شخصیات سے ان کے تعلقات رہے۔انھوں نے طبع زاد افسانے بھی لکھے،انگریزی ادب سے ترجمہ بھی کئے،اور انگریزی ناولوں کا ترجمہ بھی کیا۔''

(اجمیر میں اردو افسانہ،راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی،جے پور،۲۰۲۰ء،ص:۳۹)

رفیعی اجمیری کے افسانوں کا ایک ہی مجموعہ ہے جو ''کہکشاں'' کے عنوان سے ان کے انتقال کے بعد ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا تھا۔اس کو رفیعی کے دوست قیسی رامپوری نے مرتب کیا تھا۔اس میں تیس افسانے اور چار ادبی مضمون شامل ہیں۔یہ مجموعہ اب نایاب ہے۔

قیسی رامپوری:

قیسی کا اصلی نام حامد الدین خلیل الزماں خان تھا۔والد کا نام محمد زمان خان تھا۔۲۰ رجون ۱۹۰۸ء کو رامپور میں پیدا ہوئے۔تلاش معاش میں ۱۹۲۴ء میں اجمیر آ گئے تھے۔اور اسی شہر کو اپنا

وطن ثانی بنایا تھا۔قیسی نے اپنی ادبی زندگی کی شرعات یہیں کی تھی ۱۹۲۷ء میں انھوں نے پہلا افسانہ ''ایثار مجسم'' تحریر کیا تھا جو اجمیر سے نکلنے والے ماہنامہ 'کیف' میں شائع ہوا تھا۔اس کے بعد انھوں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔دو سال کے عرصہ میں ہی ملک گیر پیانے پر انھوں نے شہرت حاصل کی۔

اجمیر کے قیام کے دوران ان کے تین افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔کیفستان۔(۱۹۳۳ء)ضربیں(۱۹۴۴ء)غبار(۱۹۴۴ء)۔

کیفستان، میں تیرہ افسانے،ضربیں، میں گیارہ افسانے اور غبار میں چودہ افسانے شامل ہیں۔لیکن تینوں مجموعوں کے افسانوں کی تعداد سے کہیں زیادہ تعداد میں قیسی رامپوری نے افسانے لکھے ہیں۔ڈاکٹر شاہد جمالی نے قیسی رامپوری کے اُن افسانوں کی ایک فہرست مرتب کی ہے، جو ان کے افسانوی مجموعوں میں شامل نہیں ہیں،ان کے تعداد ۴۹/رہے۔ڈاکٹر جمالی لکھتے ہیں:

> ''ان کے علاوہ بھی قیسی کے اور افسانے ہیں، جو اس فہرست میں شامل نہیں ہیں، یہ فہرست اس جانب بھی اشارہ کرتی ہے کہ قیسی کے تینوں افسانوی مجموعوں میں شامل افسانوں سے کہیں زیادہ تعداد میں ان کے افسانے ہیں۔ان کا پہلا افسانہ جو ۱۹۲۷ء میں لکھا گیا تھا تب سے ۱۹۴۸ء تک کا ان کا افسانوی سفر مانا جا سکتا ہے۔یعنی کم و بیش بیس اکیس سال کا۔ان میں سے بیشتر افسانے اجمیر میں لکھے گئے۔قیسی کے بیشتر افسانوں میں انسانی زندگی اور انسان کے فطرتی جذبات اور پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ان کے افسانے سچے جذبات کی تصویر ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں کو بہترین رومانی افسانوں میں شامل کیا جاتا ہے۔عشق و محبت کی کہانی کے ساتھ ساتھ اس کے نفسیاتی پہلوؤں پر بھی قیسی کی نظر رہتی ہے۔لیکن ان کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ انھوں

نے ہمیشہ ایثار وقربانی کے جذبات کو پیش کیا ہے، جو انسانیت کی معراج
مانے جاتے ہیں۔انھوں نے سرمایہ داری پر بھی افسانے لکھے، بلکہ انھوں
نے بہت سے کردار سرمایہ دار کردار تخلیق کئے ہیں لیکن بیشتر نے حقداروں
کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ سرمایہ داروں کے
پاس جو روپیہ ہے اس پر غریبوں کا بھی حق ہے۔''

(قیسی رامپوری کی افسانہ نگاری:ایک جائزہ۔ڈاکٹر شاہد احمد جمالی،راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی، جے پور۔۲۰۲۱ء۔ص:۲۰۲۔۲۰۳)

قیسی کے افسانوں میں رومان اور ان کی طرز تحریر کا جلوہ سحر انگیزی کی حد تک نظر آتا ہے۔ان کی کہانیاں سماجی زندگی کے روزمرہ محرکات اور تجربات سے معمور ہوتی ہیں۔یہاں تک کہ قاری یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ خود بھی اس کہانی میں کہیں نہ کہیں کھڑا ہوا ہے۔وہ اپنی ذات کو اس کہانی میں دیکھتا اور اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو مچلتے اور پروان چڑھتے دیکھتا ہے۔اسے اپنی زندگی کی صدائیں بازگشت کرتی محسوس ہوتی ہیں۔ایک سچے افسانہ نگار کے اسلوب کی یہی سب سے نمایاں خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ قاری کو اس حد تک متاثر کردے۔قیسی کے افسانوں میں حسن وعشق اور محبت میں کھو دینے والا پر اثر ماحول ہے اور رومانی دنیا کی فضاؤں میں کھو جانے والے محرکات نظر آتے ہیں۔

محمود الحسن بہاؔر کوٹی:

بہارکوٹی راجستھان کے اہم افسانہ نگار رہے ہیں۔انھوں نے بھی اپنی ادبی زندگی کی ابتدا اجمیر سے کی تھی۔بہاؔرکوٹی کا تعارف کراتے ہوئے ڈاکٹر شاہد جمالی لکھتے ہیں:

''پورا نام محمود الحسن،ادبی نام بہاؔرکوٹی۔۱۹۰۸ء میں ''کوٹ''،ضلع فتحپور (یو
پی) میں پیدا ہوئے۔اسی نسبت سے اپنے آپ کو کوٹی لکھتے رہے۔آپ
کی تعلیم وتربیت وہیں ہوئی۔ناگپور اور فیروز پور (پنجاب) جاکر اعلیٰ تعلیم

حاصل کی۔شعر وسخن کا شوق ان کی طبیعت میں تھا، نا مساعد حالات کہیں
یا کچھ اور ان کے مقدر میں ترک وطن کرنا لکھا تھا، تلاش معاش کے سلسلے
میں ۱۹۲۷ء میں اجمیر چلے آئے۔اجمیر کی آب وہوا اس قدر راس آئی کہ
یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ بہآر کو جو کچھ بھی ادبی عزت وشہرت ملی، اجمیر آ کر
ہی ملی۔ بہآر کو انگریزی، ہندی، اردو اور فارسی پر عبور تھا۔''

(بہا کوٹی: ایک تعارف، ڈاکٹر شاہد احمد جمالی، راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی، جے پور۔۲۰۱۹ء، ص:۸)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

''بہآر کوٹی کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے اور ان سے بہت کچھ سیکھا
ہے۔ان کا آبائی وطن قصبہ کوٹ ضلع فتح پور، ہسوہ تھا۔اسی نسبت سے وہ
خود کو کوٹی لکھتے تھے۔نسلاً کھوکھر پٹھان تھے۔ پٹھانوں کا یہ قبیلہ راست
گوئی اور بے باکی، غیرت مندی و جفاکشی اور مہمان داری و دلنوازی کی
جن صفات کے لئے شہرت رکھتا ہے، وہ ان میں بدرجہ اتم موجود
تھیں۔ ہاں اس قبیلے کی طبیعت، خروش اور الھڑ پن ان میں نہ تھا۔تعلیم اور
تخلیقی صلاحیتوں نے ترفّع کے ذریعہ ان چیزوں کو کچھ کا کچھ کردیا تھا۔''

(ڈاکٹر فرمان فتح پوری کا مضمون، مشمولہ۔ذات وکائنات۔۱۹۷۷ء۔ص۔آخری صفحہ)

اجمیر میں بہآر کو بہت اچھی اور مشہور شخصیات کی صحبت ملی۔ چونکہ اجمیر میں سیماب اکبرآبادی اکثر آتے تھے اور قیسی رامپوری کے گھر پر ٹھہرا کرتے تھے۔ جہاں سیماب کے دیگر تلامذہ جمع ہوتے اور شعری مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھی۔ میر احدی اجمیری، عبید اللہ قدسی، فضائی، اور سیماب کے دوسرے تلامذہ بھی وہاں ہوا کرتے تھے۔ بہآر کوٹی کو سیماب اکبرآبادی سے بھی فیضیاب ہونے کا پورا موقع ملا۔ بہار کوٹی کی افسانہ نگاری کے تعلق سے ڈاکٹر جمالی لکھتے ہیں:

''حیدر اجمیری، رفیع، قیسی، الیاس، رضوی، قدسی، فضائی، اثر جلیلی جیسے

مشہور افسانہ نگاروں کے درمیان افسانہ نگاری میں قدم رکھنا اور اپنا مقام حاصل کرنا بہت بڑی کامیابی تھی۔ بہآر کے افسانوں کی خصوصیات یہ ہیں کہ نہ وہ ایک دم طویل ہیں (جیسے رفیعی اور قیسی کے افسانے) اور نہ ہی بہت مختصر ہیں۔ان کا طرز تحریر نہایت سادہ اور دلچسپ ہے۔کئی افسانوں پر یہ گمان ہوتا ہے کہ بہار اپنا کوئی واقعہ سنا رہے ہیں۔''

(بہار کوٹی،ایک تعارف۔ص۔۱۶)

بہار کی افسانہ نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے قیسی رامپوری لکھتے ہیں:

''یہ امر دیانت کے منافی ہوگا،اگر میں یہ نہ کہوں کہ بہآر کے افسانے تاثر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔خاص طور پر ان کا پہلا افسانہ ''رکشا والا''۔یہ افسانہ،نہ صرف متاثر کن ہے بلکہ اس میں ایک تڑپا دینے والا طنز بھی ہے۔''قیدی''۔نازش۔اور فرض ،وغیرہ اپنی جگہ بے حد اثر انگیز ہیں۔بہآر کے افسانوں کی کامیابی کا راز ان کے جذبات کی صداقت ہے۔جس طرح وگفتگو اور کردار میں مخلص ہیں،اسی طرح ان کا خلوص افسانوں میں نمایاں ہے۔''

(مقدمہ،قیسی رامپوری،خاکستر،بہار کوٹی،رائل ایجوکیشنل بک ڈپو،دہلی،۱۹۴۵ء۔ص:۱۱)

''بہار کے افسانوں کو میں واقعاتی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کی کہانیوں کے پلاٹ تخیلی نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں واقعات کے پلاٹ بنے ہوئے ہیں۔بہار کی زندگی میں حادثے اور سعید اتفاقات گزرے ہیں،لیکن چونکہ وہ حساس بہت ہیں اور حساسیت کا نتیجہ قنوطیت ہے،اس لئے قنوطیت نے ان کے دل پر حوادث نما واقعات کا نقش قائم کردیا اور دوسرے نقوش دھندلے کردئے۔لیکن ان کا ایک افسانہ'' کانٹا'' نے مجھے ضغطہ میں مبتلا

کردیا ہے، کیوں کہ یہ افسانہ تخیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ مبالغہ کا
افسانہ سازفن بھی اس میں موجود ہے۔ اور تمام تر افسانوی زبان کا بھی
مالک ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بہارؔ اپنی مشق وعادت کے مطابق
حقیقت نگاری کے سلسلے میں اگر تخیلی کردار پیدا کرنا چاہیں تو بہ آسانی
کرسکتے ہیں۔ اوران کوافسانوی زبان بھی عطا کرسکتے ہیں۔''

(خاکستر،مقدمہ۔قیسی رامپوری۔ص۔۹۔۱۰)

بہار کوٹی کا افسانوی مجموعہ''خاکستر''میں ۱۹/افسانے ہیں اور ۱۹۴۵ء میں خواجہ برقی پریس، دہلی میں چھپا تھا۔ اس مجموعے کے علاوہ بھی بہار کوٹی کے کئی افسانے مختلف رسائل میں شائع ہوئے تھے۔

عبید اللہ قدسی:

''۱۹۰۹ء میں ٹونک میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد مفتی عبداللہ مقبلؔ ٹونک کے
عالموں میں سے تھے۔حبیب اللہ فضائی آپ کے بڑے بھائی
تھے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد بھوپال چلے
گئے جہاں ان کے بڑے بھائی قیام پذیر تھے۔ مولوی عالم اور فاضل ادب
کے امتحانات الہ باد یونیورسٹی سے پاس کئے۔ اور مولوی فاضل کا امتحان
پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ بھوپال میں شاعری کا شوق ہوا تو وہاں
ظہیر دہلوی کو اپنا کلام دکھایا۔ بعد میں بھائی کی ترغیب پر ۱۹۲۸ء میں
سیماب اکبرآبادی کے دامن فیض سے وابستہ ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء میں بیاور
کے سناتن ہائی اسکول میں مدرس ہوگئے۔ انٹر کالج ہوجانے پر فارسی کے
لکچرار ہوگئے۔ آپنے بھی نظم اور نثر میں بڑا نام پیدا کیا۔ تقسیم ملک کے
وقت ترک وطن کرگئے۔ بھوپال کے قیام کے دوران ایک تنقیدی رسالہ

''کحل بصیرت'' تصنیف کیا۔ دہلی سے نکلنے والے ہفتہ وار اخبار 'ریاست' میں کئی ماہ تک لکھتے رہے۔اس کے علاوہ ملک کے کئی مقتدر رسائل میں آپ کے مضامین اور دیگر تخلیقات شائع ہوتی رہیں۔۱۹۳۴ء میں ''روح اسلام''ایک کتاب لکھی۔ایک اور کتاب ''مشرق میں روح کا تخیل'' کے عنوان سے شروع کی تھی مگر وہ مکمل نہ ہوسکی۔''محاکمہ بوموازنہ انیس ودبیر' بھی لکھنا شروع کی تھی مگر وہ بھی انجام تک نہ پہنچ سکی۔''

(راجپوتانہ میں سیماب اکبرآبادی کا سلسلہ تلمذ۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی، جے پور،۲۰۱۹ء،ص:۹۹)

عبیداللہ قدسی نے کئی افسانے تحریر کئے تھے جو ملک کے مختلف مشہور رسائل میں شائع ہوئے۔افسوس اس بات کا ہے کہ قدسی کی کسی بھی تخلیق کا کوئی مجموعہ شائع نہ ہوسکا۔ڈاکٹر شاہد جمالی نے اپنی کتابوں میں قدسی کے کئی افسانوں کی نشاندہی کی ہے۔جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ملکہ جاپان (افسانہ) شاعر۔آگرہ۔اگست،۱۹۴۰ء

۲۔بزرگوں کی شوخیاں۔شاعر۔آگرہ۔فروری ۱۹۴۱ء

۳۔نور جہاں۔(افسانہ) شاہکار۔لاہور۔اپریل،۱۹۳۸ء

۴۔سفید ڈاڑھی (افسانہ) ''کلیم'' دہلی۔جولائی ۱۹۳۶ء

۵۔میرا دوست۔(افسانہ) عبیداللہ قدسی۔شاعر،مئی۔۱۹۴۶ء

۶۔عورت کی فطرت۔(افسانہ)۔عبیداللہ قدسی۔شاعر،ستمبر۔۱۹۳۸ء

اجمیر کے دیگر افسانہ نگاروں میں،معین زلفی،الیاس رضوی،عرفان فضائی،صدف اجمیری، حیرت اجمیری،وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔آزادی سے قبل،اجمیر میں افسانہ نگاری کے سلسلے میں ڈاکٹر شاہد جمالی لکھتے ہیں:

''آزادی سے قبل اجمیر اردو افسانے کا مرکز بنا ہوا تھا۔یہاں درجن بھر افسانہ نگار موجود تھے۔لیکن ان میں سے کوئی بھی ترقی پسند تحریک سے متاثر نہیں تھا۔گو ان کے افسانوں میں

وہ موضوعات بھی شامل رہے جو ترقی پسند تحریک کے پسندیدہ موضوعات رہے۔لیکن زیادہ تر افسانے رومانی اور طنز ومزاح کی روش پر تحریر کئے گئے۔اجمیر کے چند افسانہ نگار ایسے ہیں جنھوں نے بہت کم وقت میں ملکی سطح پر اپنی پہچان بنالی تھی،اور جن کے افسانوی مجموعے شائع ہو کر مقبول خاص وعام ہو چکے تھے۔ان افسانہ نگاروں میں،رفیعی اجمیری،قیسی رامپوری،محمودالحسن بہارکوٹی کے نام خصوصیت سے لئے جاسکتے ہیں۔اگر اجمیر کے افسانہ نگاروں کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو،حسب ذیل فہرست تیار ہوتی ہے:

۱۔ رفیع الدین حیدر اجمیری
۲۔ رفیعی اجمیری
۳۔ قیسی رامپوری
۴۔ معین الدین زلفی
۵۔ محمودالحسن بہارکوٹی
۶۔ عبیداللہ قدسی
۷۔ ابوالعرفان فضائی
۸۔ سیدالیاس رضوی
۹۔ حیرت اجمیری
۱۰۔ پروفیسر بدرالاسلام
۱۱۔ صدف اجمیری
۱۲۔ مفتوں اجمیری

(اجمیر میں اردو افسانہ،ڈاکٹر شاہد احمد جمالی،راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی،جے پور،۲۰۲۰ء،ص:۳۔۴)

☆☆☆